www.KitaboSunnat.com

Tibr-e-islam

لَنْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

رسالہ

تبر اسلام

جس میں مہاشہ دھرمپال (نوآریہ) کے رسالہ "نخل اسلام" کا معقول اور مفصل جواب ہے۔

مصنفہ

مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب (مولوی فاضل) امرتسریؒ

الکتاب انٹرنیشنل

جامعہ نگر، نئی دھلی ۱۱۰۰۲۵

نام کتاب	:	تبرا اسلام بجواب نخل اسلام
مصنف	:	مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ
تقدیم	:	رفیق احمد سلفی
تعداد	:	گیارہ سو
ناشر	:	الکتاب انٹرنیشنل، جامعہ نگر، نئی دہلی۔۲۵
قیمت	:	-/45 روپے

ملنے کے پتے

- مکتبہ ترجمان، ۴۱۱۶ اردو بازار، جامعہ مسجد، دہلی۔۱۱۰۰۰۶
- دارالکتب السلفیہ، ۸/۴۲۵، اردو مارکیٹ، مٹیا محل، دہلی۔۱۱۰۰۰۶
- دارالمعارف، محمد علی روڈ، بھنڈی بازار، ممبئی
- مکتبہ معاذ، پتھر گٹی، حیدر آباد
- مکتبہ مسلم بربرشاہ، شری نگر، کشمیر
- مکتبہ نعیمیہ، صدر بازار، مئو، یو۔پی
- حکیم صدیق میموریل ٹرسٹ، جودھپور، راجستھان

بسم الله الرحمن الرحيم

تقدیم

الحمدلله رب العالمين والصلوٰة والسلام على خير خلقه محمد و آله وصحبه أجمعين ۔ أما بعد !

ماضی قریب میں برصغیر میں اسلام اور مسلمانوں کے دفاع کے تعلق سے شیخ الاسلام علامہ ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ نے نصف صدی سے زائد عرصہ پر محیط اپنے مسلسل قلمی ولسانی جہاد کے ذریعہ ملت اسلامیہ کی جو وسیع اور ہمہ جہتی خدمات انجام دی ہیں معاصر علماء میں شاید ہی کسی کے حصے میں آئی ہوں آپ گنجینۂ علوم و معارف تھے آپ کی ذات بہت سی خوبیوں اور کمالات کا خزینہ تھی اسلامی علوم تفسیر وحدیث اور فقہ پر آپ کو پورا عبور حاصل تھا قادیانیوں، عیسائیوں اور ہندوؤں کے مختلف فرقوں کی مذہبی کتابوں پر آپ کی بڑی وسیع اور گہری نظر تھی اپنے عہد کے کامیاب ترین داعی ومجاہد اور مناظر و متکلم تھے بقول سید سلیمان ندوی:

”اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف جس نے بھی زبان کھولی اور قلم اٹھایا اس کے حملے کو روکنے کے لئے آپ کا قلم شمشیر بے نیام ہوتا تھا۔“

بیسویں صدی کا ابتدائی عہد ہندوستانی مسلمانوں کے لئے بڑا صبر آزما عہد تھا مسلمان انگریزی حکومت کے جبر واستبداد کے شکار تھے بریلویت کا فتنہ زوروں پر تھا پورے ملک میں عیسائی مشنریاں سرگرم تھیں ہندوؤں میں ایک نیا فرقہ آریہ سماج کے نام سے وجود

نے کہا کہ آں حضرت ایک دفعہ چٹائی پر لیٹے تھے اٹھے تو آپکے جسم مبارک پر چٹائی کے نشان پڑ رہے تھے۔ہم نے عرض کیا حضور آپ کے لئے کوئی نرم بستر تیار کردیں آپ نے فرمایا مجھے دنیا کی آسائش و آرام سے کیا مطلب میں تو دنیا میں ایک مسافر کی طرح ہوں جو ایک درخت کے نیچے ذرا دیر آرام کر کے چلا جائے گا۔

یہ ہے سند کی مثال محدثین کی تمام کتابوں میں اسی طرح سے احادیث کو جمع کیا گیا ہے۔اس سلسلہ کے بعد پھر یہ دیکھا جاتا ہے کہ ان راویوں میں کہیں انقطاع تو نہیں یعنی ان میں سے کسی شخص نے اپنے استاد کو چھوڑ کر اوپر والے کو تو بیان نہیں کردیا۔مثلاً اسی مثال میں زید بن حباب اپنے استاد مسعودی کو چھوڑ کر عمر بن مرہ کا نام لے لیتا تو سند منقطع ہو جاتی۔پس اسکا اعتبار نہ رہتا اس انقطاع اور اتصال کا پتہ علم اسماء الرجال سے ملتا ہے۔اس تحقیق کے بعد پھر یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ ان راویان کلام میں کوئی راوی جھوٹا۔یا کمزور حافظہ والا بھولنے والا تو نہیں۔اگر ایسا ہے تو حدیث معتبر نہیں۔اسکا پتہ بھی اسماء الرجال سے ملتا ہے۔اب سنئے محدثین کا اصول۔

اصول حدیث کی معتبر درسی کتاب شرح نخبۃ ہے۔شرح نخبۃ کے متن کی عبارت مندرجہ ذیل ہے۔

ثم المردود اما ان يكون لسقط أوطعن فالسقط اما أن يكون من مبادى السند من مصنف أومن اخره بعد التابعى أوغيرذالك (صفحہ ۵۷)

یعنی مردود روایت کی ایک وجوہ ہیں یا تو کسی راوی کے انقطاع سے مردود ہوتی ہے یا کسی طعن (کذب ضعف حافظہ وغیرہ) کی وجہ سے۔پھر انقطاع راوی یا ابتداء سند سے مصنف کی جانب سے ہوتا ہے مثلاً امام ترمذی یا صاحب معالم التنزیل کا اپنی استاد کو چھوڑ کر اوپر والے کا نام لینا یا بیچ سے یا اخیر میں بعد تابعی کے ہوتا ہے۔غرض کہیں بھی ہو حدیث مذکور لائق حجت اور مقبول نہیں رہتی۔"

یہ ہے محدثین کا سنہرا اصول جس کی وجہ سے علم حدیث کو آج وہ فخر حاصل ہے کہ بڑے

بڑے انگریز مصنفوں نے بھی اعتراف کیا ہے کہ مسلمانوں کے ہاں سلسلہ روایت جیسا ہے اس کی نظیر دوسری قوموں میں نہیں ملتی۔

اس بیان سے ظاہر ہے کہ صاحب معالم ہوں یا ترمذی جب تک وہ کسی روایت کی سند نہ بیان کریں گے وہ روایت قابل حجت اور معتبر نہ ہوگی بلکہ یہاں تک کہ سارا سلسلہ بیان کر کے ایک راوی بھی کہیں سے چھوٹ جائے گا تب بھی وہ روایت قابل حجت نہیں بلکہ مردود کی اقسام میں ہے۔

یہ ہے وہ تنقید جو محدثین نے اختیار کر کے آج مسلمانوں کو ہر ایک قسم کی زٹلیات اور خرافات روایات سے بچالیا ہے۔

تعجب مع تاسف: مرتد مذکور پر تو اتنا افسوس نہیں کہ وہ کیوں قرآن مجید کی تفسیر اور تشریح میں ایسی بے سروپا روائتیں بیان کرتا ہے وہ تو کریگا ہی گو اس کا بھی کم از کم اس لحاظ سے کہ اس کے مجیب محدثین کے اصول سے روایات کو جانچنے والے ہیں یہ فرض ہونا چاہئے کہ جو روایت بیان کرے باسند کرے تاہم جس شخص کی کج طبیعت نیوگ جیسی حیاسوز تعلیم کو تسلیم کرے اس سے کسی انصاف کی کیا توقع ہوسکتی ہے۔اس لئے یہ تو محل افسوس نہیں اس سے زیادہ محل افسوس وہ لوگ ہیں جو پڑھے لکھے محدث اور اہلحدیث کہلا کر ہی ایسی پستی میں ہیں کہ قرآن مجید جیسی متبرک اور جامع علوم وفنون کتاب کی تفسیر کو ان بے سند اقوال مندرجہ تفاسیر کا پابند کرتے ہیں بلکہ ایسا کرنا داخل ایمان جانتے ہیں انا لله والى الله المشتكى والله بالله ثم بالله ہم کو یہ روش ایسی جاہلانہ معلوم ہوتی ہے کہ اس کی تحقیر اور تذلیل کے لئے ہمارے پاس کافی الفاظ نہیں۔محدثین کا سنہرا اصول ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔آج کل کے ان محدثوں کے سامنے اگر کوئی کہے کہ میں محدثین کے اصول کا پابند ہوں تو نہایت آزادی اور بے خوفی سے کہتے ہیں کہ بس یہی تفسیریں (معالم وغیرہ) تو محدثین کے اصول ہیں حالانکہ ان تفسیروں میں جو روایات ہیں ان کی نسبت محققین کی یہی رائے ہے جو علامہ ابن خلدون کے الفاظ ہیں۔تفاسیر المتقدمین مملوة بالغث والثمین (مقدمہ

ابن خلدون صفحہ ۲۶۷) یعنی منقولی تفسیریں (ابن جریر معالم وغیرہ وغیرہ) رطب ویابس سے بھری پڑی ہیں۔ علامہ ابن تیمیہ کہتے ہیں:

كتب التفسير التي ينقل فيه الصحيح والضعيف مثل تفسير الثعلبي والواحدى والبغوى وابن جرير وابن أبى حاتم لم يكن مجردرواية واحد من هولاء دليلا على صحته باتفاق أهل العلم فانه اذعرف ان تلك المنقولات فيه صحيح وضعيف ولابد من بيان أن هذا النقول من قسم الصحيح دون الضعيف

یعنی منقولی تفسیریں ابن جریر۔ معالم وغیرہ چونکہ ان میں ہر قسم کی روایات غلط اور صحیح پائی جاتی ہیں اسلئے ان میں سے کسی تفسیر میں کسی روایت کے ہونے سے اس روایت کی صحت ثابت نہیں ہوسکتی جب تک کہ صحت کے قاعدے سے صحت کا علم نہ ہو محض ان مفسرین کا قول نقل کر دینا کافی نہیں۔

علامہ عبدالروف فتاوی فیض القدیر شرح جامع الصغیر میں لکھتے ہیں:

قال ابن الكمال كتب التفسير مشحونة بالأحاديث الموضوعة

یعنی تفسیروں میں جھوٹی حدیثیں بھی بہت ہیں۔

نواب محسن الملک مولوی سید مہدی علی صاحب مرحوم سابق سکریٹری علی گڑھ کالج نے کیا ہی عمدہ بات کہی ہے کہ:

محدثین نے ہر حدیث کے متعلق سند بیان کرنے اور راویوں کے نام لکھ دینے سے قیامت تک ہر شخص کے لئے تنقیح اور تحقیق کا دروازہ کھول دیا ہے اور جھوٹ اور سچ میں تمیز کر دینے کا ذریعہ مہیا کر دیا ہے۔ اس لئے جو حدیث یا روایت ہمارے سامنے پیش کی جائے گی تو ضروری ہے کہ ہم اول اس بات پر نظر کریں کہ وہ حدیث از روئے اصول روایت صحیح ہے یا نہیں (آیات بینات جلد۲ صفحہ ۹۲)

یہ ہے محدثین کا وہ اصول جس کی پابندی ہر ایک محدث اور اہلحدیث پر لازم ہے اور جس کی پابندی کرنے سے آدمی اہلحدیث ہوسکتا ہے اور جس کے چھوڑنے سے گمراہی میں پڑ جاتا ہے لیکن جو لوگ انہی تفسیروں کو محدثین کے اصول سمجھیں انکی نسبت یہ کہنا بیجا نہیں کہ:

گر ہمیں مکتب ست وایں ملا — کار طفلاں تمام خواہد شد

اولاً! تیری گلے نہ دال بتلا تفسیر معالم کی روایت کی سند کہاں ہے بتلا صاحب معالم جو چھٹی صدی میں ہوا ہے آنحضرت کے زمانے میں موجود تھا؟ آؤ ہم تم کو بتلاتے ہیں کہ صاحب معالم نے کہاں سے یہ روایت لی ہے۔ صاحب معالم نے ابن جریر مفسر کی تفسیر سے لی ہے گو ابن جریر کی روایت اور معالم میں فرق بھی ہے۔ اور ابن جریر نے اپنی تفسیر میں ابن زید سے یہ روایت لی پس سارا دارومدار اس روایت کا ابن زید پر ہے اور ابن زید کو علم الرجال میں پانچویں طبقے کا راوی لکھا ہے لہذا یہ روایت منقطع ہونے کی وجہ سے مردود کی قسم میں ہے۔

علاوہ اسکے ابھی درایتاً بھی اس پر نظر ڈالنا ہے کہ ابن زید راوی کو کیونکر معلوم ہوا کہ آں حضرت کے دل میں زینب کی محبت نے جگہ پائی تھی جبکہ محبت فعل قلبی کا نام ہے تو کسی کے قلب کی حالت جب تک وہ خود نہ بیان کرے کیونکر معلوم ہوسکتی ہے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے اپنے دل کا حال ظاہر نہیں کیا۔ پس نتیجہ صاف ہے کہ جس کسی نے یہ روایت بیان کی ہے محض اپنے خیال سے کی ہے ورنہ اصل حال یہ نہیں۔ بلکہ اصل وہی ہے جو قرآن مجید نے بتلایا ہے۔

ساجیو! آؤ ہم تمہیں یہ بھی بتلا دیں کہ بقاعدہ محدثین روایت مذکور مجروح اور نامعتبر ہونے کے علاوہ مفسرین نے بھی اس کی تردید کی ہے۔ غور سے سنو!

فان قلت ماذكر وه فى تفسير هذه الا ية وسبب نزولها من وقوع محبتّها فى قلب النبى صلى الله عليه وسلم عند ماراهاوارادته طلاق زيد لها فيه اعظم الحرج ومالا يليق بمنصبه صلى الله عليه وسلم من مد عينيه لما